بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-94170-20616, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں صدقات دیں روزے رکھیں دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 12۔فروری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مختلف خطبات میں خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بعض سبق آموز باتیں اور کہانیاں بیان فرماتے ہیں مختلف اوقات میں میں یہ بیان کرتا رہا ہوں آج بھی یہی بیان کروں گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کہانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہمیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہتے تو آپ ہمیں ایسی کہانیاں سناتے جنہیں سن کر عبرت حاصل ہوتی۔ ایک دفعہ آپ نے ہمیں کہانی سنائی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان اس وجہ سے آیا کہ لوگ اس وقت بہت گندے ہو گئے تھے اور گناہ کرنے لگ گئے تھے۔ وہ جوں جوں اپنے گناہوں میں بڑھتے جاتے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قیمت گرتی جاتی۔ آخر ایک پہاڑی کی چوٹی پر کوئی درخت تھا اور وہاں گھونسلے میں چڑیا کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس بچے کی ماں کہیں گئی اور پھر واپس نہ آسکی۔ شاید مرگئی یا اور وجہ ہوئی کہ نہ آئی۔ اس چڑیا کے بچے کو پیاس لگی اور وہ پیاس سے تڑپنے لگا اور اپنی چونچ کھولنے لگا۔ تب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھ کر اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور زمین میں پانی برساؤ اور اتنا برساؤ کہ پانی اس پہاڑی کی چوٹی پر جو درخت ہے اس کے گھونسلے تک پہنچ جائے تا کہ چڑیا کا بچہ پانی پی سکے۔ فرشتوں نے کہا خدایا وہاں تک پانی پہنچانے میں تو ساری دنیا غرق ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ اس وقت دنیا کے لوگوں کی میرے نزدیک اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی اس چڑیا کے بچے کی حیثیت ہے۔

پس گو یہ کہانی ہے لیکن اس کہانی میں یہ سبق ہے کہ صداقت اور راستی سے خالی دنیا ساری کی ساری مل کر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک چڑیا کے بچے جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ پس آج اس کہانی سے جہاں ہم یہ سبق لیتے ہیں کہ صداقت پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اپنے اندر کی برائیاں دور کریں گے اور نیکیوں کو قائم کریں گے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہماری حالت میں اگر ترقی کے بجائے انحطاط ہو رہا ہے ہماری حالت نیچے گر رہی ہے تو ہم اپنے مقصد سے دور ہٹ رہے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

حضور انور نے دُنیا کی انتہائی خراب حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ زلزلے، یہ طوفان، یہ فسادات، بے انتہا بارشیں جنہوں نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ گناہوں کی انتہا ہو رہی ہے اور یہ تو ابھی وارننگ ہے جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ تنبیہ کر رہا ہے اللہ تعالیٰ۔ پس اس لحاظ سے بھی

احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لاسکتا ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کو عقل آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا میں اپنے حق لینے کے لئے باتیں ہوتی ہیں چاہے اس سے دوسرے کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔ اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں حضور پُرنور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔ جاپان کے حالیہ دورے میں ایک عیسائی پادری جو بڑے شریف النفس انسان ہیں مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ امن کی کیا تعریف ہے کس طرح قائم کیا جائے۔ کہنے لگے کہ مجھے ابھی تک تسلی بخش جواب کہیں سے نہیں ملا کہ کیا تعریف ہے امن کی۔ تو میں نے انہیں یہ بتایا پہلے میں بتا چکا ہوں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ جب ایسا کرو گے تو ایک دوسرے کے حق قائم کر رہے ہوگے اور جب حق قائم کرو گے تو امن ہوگا ایک دوسرے کے لئے پھر تم لوگ سلامتی بھی بھیج رہے ہوگے۔ کہنے لگا یہ تعریف میرے دل کو بڑی لگی ہے یہ پہلی دفعہ سنی ہے۔

فرمایا: پس آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں تو امن قائم ہوگا۔ حضور انور نے حضرت امام حسن اور امام حسین کا ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ دونوں میں تکرار ہوگئی۔ مگر باوجود امام حسین کی زیادتی کے امام حسن نے اُن سے پہلے معافی مانگی اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہاں سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہوگئی اور اگلے جہان میں بھی میں پیچھے رہا چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہوگئی وہ تو ہوگئی اب میں اس سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔ پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پر لاگو کرنا چاہئے۔

ایک اور دلچسپ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اس لئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ میرا کیا اور تیرا کیا غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔

فرمایا: ہم جو نبوت کے زمانے سے دور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور انانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے جماعتی لحاظ سے بھی اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی اپنی سوچوں کو ہر ایک کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔ ہر مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔ وہ تو ایسی ہے وہ ویسی ہے۔ تو اس قسم کی بیہودگیوں سے بچنا چاہئے ہمیں اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے

بہرحال جب تک وہ بنایا گیا اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔

حضورانور نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے فرمایا کہ مؤمن کو چاہئے کہ مصمم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت نے چاہنا ہی نہیں تو کچھ نہیں ہوسکتا لیکن اگر وہ چاہیں تو بڑے بڑے مشکل کام بھی دنوں میں کر سکتے ہیں۔پس یہ ہم میں سے ہر ایک کی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے صرف اگر چاہنے تک نہیں رہنا بلکہ چاہنا ہے اور چاہنے کے ساتھ ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا ہے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے۔خاص طور پر اس بات کو میں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔باقی کاموں کا جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو چاہتے ہیں کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں تمام تر اپنی صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اگر انسان چاہے بھی اور کام نہ ہو سکے۔نماز ان کے لئے حقیقت میں ایک ضمنی چیز ہوتی ہے۔دنیاوی کام پہلی ترجیح ہوتی ہے جو ایک غلط طریقہ ہے اس لئے اس پر عمل نہیں ہوتا۔یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ انسان چاہے بھی ایک پکا ارادہ بھی ہو اس کے لئے کرنے کا مصمم ارادہ بھی ہو اور وہ کام نہ ہو۔پس یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ہم نے خود سنا ہے کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے تو اس کا اردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔جو بھی اس کا ساتھ ہوتا ہے۔آجکل بھی دیکھ لیں منسٹر آتے ہیں دوسرے آتے ہیں ان کے جو پروٹوکول افسر ہیں یا ان کے حفاظت کرنے والے ہیں سارے ساتھ جاتے ہیں اجازت نہیں انکی لی جاتی کہ وہ بھی ساتھ آئیں گے۔فرمایا کہ تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو اگر تم فرشتوں سے تعلقات پیدا کر لو تو وہ جہاں بھی جائیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا تو اس کے فرشتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہوگا تم ان کے اردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔پس فرماتے ہیں کہ تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے تو سارے پردے دور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس بنیادی اصول کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں چاہے وہ جلسے ہوں اجتماع ہوں۔جب روحانیت کی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی مجالس کو صرف عارضی طور پر روحانی مجلس نہ بنائیں بلکہ ایسی بنائیں روحانی اثرات مستقل قائم رہیں اور پھر فرشتے بھی ہماری مدد کرنے والے بن جائیں۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں کرتے دیکھتے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جیسے ایک ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہے۔پس اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور تقویٰ وطہارت پیدا کرو۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک ارادے رکھتے ہیں کتنا ہی نیک کام انسان کر رہا ہو اس میں سے بدی پیدا ہوسکتی ہے اور کتنا ہی نیک ارادہ انسان رکھتا ہو وہ اس کے ایمان کو بگاڑ سکتا ہے کیونکہ ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم

کے نتیجہ میں آتا ہے یہ بنیادی چیز ہے یاد رکھنی چاہئے۔ ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے اگر اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ پس تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رحم پر نگاہ رکھو اور تمہاری نظر ہمیشہ اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھے کیونکہ وہ سوالی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے اٹھنے کے بعد میرے لئے کوئی اور دروازہ نہیں کھل سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لیتا ہے۔ پس تمہاری نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف اٹھنی چاہئے۔ پس مستقل توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنا اس کے رحم کو مانگنا اور اس کو جذب کرنے کی کوشش کرنا یہی چیزیں ہیں جو انجام بخیر کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ ایک معاند احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے جس نے یہ بڑ ماری تھی آپ کے سامنے کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسے ایسا جواب دے سکتا تھا کہ تم کچل کے تو دیکھو لیکن میں نے اسے کہا کہ مٹانا کسی کو یا نہ مٹانا یا قائم رکھنا یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو وہ ہمیں مٹانا چاہے یعنی اللہ تعالیٰ تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں ہے خود ہی مٹا دے گا لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ میں یہ کر دوں گا اور وہ کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ کہ ہم نے فرض کر لیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: چند سال ہوئے میں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں۔ فرمایا: کم از کم اب ہمیں چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں یعنی چالیس ہفتوں تک روزے رکھیں خاص طور پر۔ اور دعائیں کریں اور نفل ادا کریں صدقات دیں کیونکہ جو حالات ہیں جماعت کے، بعض جگہ ان میں بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چلائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دور ہوں گی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض مشکلات ایسی ہیں جن کا دور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم دشمن کی زبان کو بند نہیں کرسکتے اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں تو احمدیوں کے خلاف قانون بھی ہے اور قانون مخالفین کی مدد کرتا ہے مخالفین جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ جو منہ میں آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بکواس اور دریدہ دہنی کرتے ہیں۔ احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کورٹس جو ہیں وہ بھی اب ذرا سی بات پر سزائیں دینے پر تلی ہوئی ہے۔ پس اس کے لئے تو ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چلانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں صدقات دیں روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......